عہد رسالت ﷺ میں نظام زکوۃ کا ارتقائی عمل

ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب

لیکچرار، شعبہ علومِ اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

زکوٰۃ مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے جو ایک معاشرتی مسئلہ کا بڑا حل ہے اور اسلامی معیشت کی روح رواں ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے تیسرا اہم رکن ہے رسول اللہ ﷺ ہمیشہ سے مساکین، اور غرباء کے ساتھ ہمدردی فرماتے تھے۔ اسلام میں شروع ہی سے مساکین اور غرباء کی دستگیری پر مسلمانوں کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی رہی ہے اور ان کی ہمدردی کو غرباء کا رفیق کار بنایا جاتا تھا۔ مسلمان اسلام کی تعلیمات کی بدولت غرباء و مساکین کے لئے بہت کچھ کیا کرتے تھے۔ لیکن ایسا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا جس پر بطور ''آئین وضابطہ'' کے عمل کیا جاتا ہو اس لئے دولت مند جو کچھ بھی کرتے تھے اپنی فیاضی اور نیک دلی سے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض اور اسلام کا ایک رکن قرار دیا۔

زکوٰۃ درحقیقت اس صفت ہمدردی اور رحم کے استعمال کا نام ہے جو انسان کے دل میں اپنے ہم جنس کے ساتھ فطرۃً موجود ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے ادا کنندہ کو یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ مال کی محبت اخلاق انسانی کو مغلوب نہیں کرسکتی اور بخل جیسے عیوب سے انسان پاک رہتا ہے اور یہ فائدہ بھی ہے کہ غریب اور مساکین کو وہ اپنی

قوم کا جزو سمجھتا رہتا ہے اور اس لئے بے حد دولت کا جمع ہونا بھی، اُس میں تکبر اور غرور پیدا نہیں ہونے دیتا۔

یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ غرباء کے گروہ کثیر کو اس کے ساتھ ایک انس و محبت اور اس کی دولت و ثروت کے ساتھ ہمدردی و خیرخواہی پیدا ہوجاتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے مال میں اپنا ایک حصہ موجود وقائم سمجھتے ہیں۔ گویا دولتمند مسلمان کی دولت ایک ایسی کمپنی کی دولت کی مثال پیدا کرلیتی ہے جس میں ادنیٰ اور اعلیٰ حصے کے حصہ دار شامل ہوتے ہیں۔

قوم کو یہ فائدہ ہے کہ بھیک مانگنے کی رسم قوم سے باکل مفقود ہوجاتی ہے۔ اسلام نے مساکین کا حق امراء کی دولت میں بنام زکوٰۃ اموال نامیہ یعنی ترقی کرنے والے مالوں میں مقرر کیا ہے جن میں سے زکوٰۃ ادا کرنا کبھی ناگوار نہیں گزرتا۔ اموال نامیہ میں تجارت، زراعت، مویشی، نقدیت، معادن اور دفینے وغیرہ شامل ہیں۔

موجودہ غربت و افلاس کے ظاہری اسباب مالداروں کے بخل کی وجہ سے ہے۔ مختصراً یہاں اسلام کے نظام غریب پروری کا اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے:-

۱- اللہ جلّ شانہٗ نے تمام مسلمان مالداروں پر زکوٰۃ فرض فرمائی ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ سونا، چاندی، زیورات، اموال تجارت اور نقدی کا چالیسواں حصّہ غریبوں کو دینا فرض قرار دیا گیا ہے۔ بازار ہوں یا منڈیاں، کارخانے ہوں یا فیکٹریاں، کروڑوں اَربوں کے اموال تجارت سے بھری ہوئی ہیں۔ اگر ہر سال صحیح طور ان کا چالیسواں حصّہ بطور زکوٰۃ غرباء کو دے دیا جائے تو شاید ہی بُھوک کی وجہ سے کوئی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ اور معاشرے میں ایک اجتماعیت کا تصور اجاگر ہو۔

۲- شریعت نے پورے ملک میں لاکھوں ایکڑ میں پھیلی ہوئی زرعی پیداوار میں بھی غریب کو شریک ٹھہرایا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ یایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ﴾ [۱]

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے اللہ کے راہ میں خرچ کرو۔

۲- ﴿واتوا حقهٗ یوم حصادہٖ﴾[۲]

اور جس دن پھل توڑو اور کھیتی کاٹو اللہ کا حق بھی اس میں سے ادا کرو۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"فیماسقتِ السمآءُ والعیون او کان عثریًّا العشرُ وما سُقِیَ بالنضح نصف العشر."[۳]

یعنی زمین اگر آسمان یا چشموں کے پانی سے سیراب ہو یا خود سرسبز وشاداب ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جو زمین بیلوں وغیرہ کے ذریعہ سے سیراب ہو اُس کی پیداوار میں بیسواں حصہ دینا واجب ہوگا۔

باغات کی اربوں کی آمدنی میں بھی غریب کو شریک ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کا دسواں یا بیسواں حصہ غریب مسلمانوں کا حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے مقرر کیا ہے۔ حتیٰ کہ پھل کے مکمل پکنے سے پہلے اگر مال کسی ضرورت کے لئے کچھ پھل توڑے یا فصل کاٹے تو اس میں سے بھی غریب کا حصّہ لازماً ادا کرنا ہوگا۔

۳- جنگلوں میں چرنے والے جانور بھیڑ بکریاں، گائے بھینس، اور اونٹ وغیرہ ان سب میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نظامِ ربوبیت کے تحت غریبوں کو ان کا حصہ دینا ضروری قرار دیا۔ ایسے ہی مختلف دھاتوں کی قدرتی کانوں میں بھی غریب کو شریک ٹھہراتے ہوئے اس کا ایک حصہ متعین کیا گیا۔ یہ تو غریب پروری کا ایک معروف اجمالی خاکہ تھا۔ اس کے علاوہ تقریباً تمام ابواب فقہیہ میں غریب پروری کی کوئی نہ کوئی صورت موجود ہے۔ اسلام نے یہ بھی تصوّر دیا کہ جو کچھ تم غریب کو دے رہے ہو وہ درحقیقت اپنے ہی کو دے رہے ہو اور جو نہیں دیتا وہ اپنے کو محروم کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ ومن جاھد فإنما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العالمین﴾[4]

اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے محنت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔

﴿ یایھا الناس أنتم الفقراء إلی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید﴾[5]

اے لوگو تم ہی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ ہر اعتبار سے بے نیاز اور تمام خوبیوں والا ہے۔

﴿ھاانتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی وانتم الفقراء﴾[6]

ہاں دیکھو تم ایسے لوگ ہو کہ تمہیں بلایا جاتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تو تم میں ایسے شخص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اللہ تو بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تم سب اُس کے محتاج ہو۔

ایسے ہی شریعت نے غریب کو منع کیا ہے کہ تم براہِ راست کسی سے مت چھینو اور کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرو۔ جب انسان کسی کو مال دیتا ہے تو ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کو اپنا زیر احسان سمجھ کر اس پر احسان جتلاتا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ یہ کہ اس مال دینے کے عوض غریب سے بیگار لی جاتی ہے۔ اسلام نے اس طرح کی باتوں سے صراحۃً منع کیا ہے۔

﴿ قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذی واللہ غنی حلیم، یایھا الذین اٰمنوا لاتبطلوا صدقٰتکم بالمَنّ والاذیٰ﴾[7]

ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی، اُس خیرات سے بہتر ہے

جس کے پیچھے دُکھ ہو، اور اللہ بڑا غنی اور بردبار ہے۔ اے ایمان والو اپنے صدقات خیرات کو احسان رکھ کر اور اذیت پہنچا کر برباد نہ کرو۔

﴿ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما و اسیراً، إنما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزآء ولا شکوراً﴾[8]

اور کھانا کھلاتے رہتے ہیں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو اللہ کی محبت کی بنا پر (اور کہتے ہیں) کہ ہم تم کو بس اللہ ہی کے خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور تم سے نہ اس کا عوض چاہتے ہیں اور نہ شکرگزاری کے طلب گار ہیں۔

صدقہ دینے والے کو تو نہ تو احسان جتلانا چاہئے اور نہ ہی صدقہ لینے والے سے شکرگزاری کی خواہش اپنے دل میں رکھنی چاہیے، تاہم صدقہ وصول کرنے والا اسلامی اخلاق کے تقاضے کے تحت اگر جواباً دُعائے خیر کرے گا تو اِس سے دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے محبت کے جذبات پیدا ہوں گے اور طبقاتی منافرت پیدا نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ کی اصل غرض وغایت:

زکوٰۃ کی اصل غرض وغایت خود رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی:

"توخذ من اغنیائهم فترد علیٰ فقرائهم."[9]

یعنی اُن کے مالداروں سے زکوٰۃ وصول کر کے اُنہی کے غرباء میں تقسیم کی جائے۔ زکوٰۃ ہر اس مال میں واجب ہوتی ہے جو خود بڑھتا ہو یا کام کر کے بڑھایا جاسکتا ہو تاکہ صاحبِ مال کا تزکیہ اور اُس کا مال پاک ہوجائے اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی ہو۔[10]

زکوٰۃ کی اصل غرض وغایت کو سمجھنے کے لئے اسلام نے مال کو جو حیثیت دی ہے اس کا سجھنا ضروری ہے، اسلام نے بندے کو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کا امین بنایا ہے البتہ اسے مخصوص حالات میں خرچ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ قرآن کریم

نے مسلمانوں کو اس انداز سے خطاب کیا ہے:

﴿ و آتوھم من مال اللہ الذی اٰتاکم ﴾ [11]

اللہ کے اس مال میں سے جو اُس نے تمہیں دیا اُن کو بھی دو۔

زکوٰۃ کی فرضیت کا مقصود اسلامی معاشرے میں ایک اقتصادی نظام پیش کرنا ہے تاکہ معاشرہ حرصِ دولت، بخل اور خود غرضی جیسے جذبات سے پاک ہو اور صاحب ثروت اور غرباء میں محبت، احسان، فراخ دلی، اور باہمی تعاون کے جذبات پیدا ہوں، نہ غریب کو امیر کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا پڑے اور نہ امراء غریبوں کو سسکتا چھوڑ کر اپنے عیش وعشرت مین مست پڑے رہیں۔

قرآن کریم کی نگاہ میں مسلمان کے لئے صحیح روش یہ کہ وہ اپنی ذات اور اپنے متعلقین جس میں اس کے پڑوسی بھی آتے ہیں پر جائز حدود میں اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ خرچ کرے اور جو کچھ اس کی ضرورت سے زیادہ ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کردے۔ اس کا بنیادی مقصود یہ ہے کہ دولت مند لوگ غرباء کے ہمدرد بن کر رہیں اور انہیں دست سوال دراز کرنے سے پہلے ہی معاشی طور پر اس قدر خود کفیل بنا دیں کہ وہ عزت اور خود داری کی زندگی بسر کرسکیں۔ زکوٰاۃ کے حصول کی اصل غرض وغایت اور اس کے فوائد درج ذیل ہیں:

۱-معاشرے میں ایک اجتماعیت کا تصور پیدا ہوتا ہے۔

۲-دولت مند حضرات حرص، بخل اور حسد جیسی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس بات کو اللہ تعالیٰ کا احسان اور اپنی مغفرت کا سامان مانتے ہیں کہ ان کو کسی غریب کی ضرورت کی کفالت کی سعادت بخشی گئی اور اللہ ربّ العزت نے انہیں خدمت کا اہل سمجھا۔

۳-غرباء جب امراء کو اپنا ہمدرد پائیں گے تو یقیناً ان کے دلوں میں اپنے محسنوں کے لئے محبت اور جذبۂ تعاون پیدا ہوگا اور معاشرہ طبقاتی کش مکش سے محفوظ رہے گا اور اس طرح چوری، ڈکیتی اور دوسرے معاشی جرائم سے معاشرہ بہت حد تک پاک رہ

سکے گا۔

۴-زکوٰ کی ادئیگی فقراء ومساکین کی ضرورتوں کی مکمل کفالت اور انہیں حد نصاب تک پہنچانے کی حد تک ہوگی توزکوٰ ۃ لینے والے کم ہوتے چلے جائیں گے اور دینے والے بڑھتے جائیں گے۔

زکوٰۃ اورانسانی ذہن کی اصلاح:

نظام زکوٰۃ کا ایک اہم مقصد انسانی ذہنوں کی اصلاح بھی ہے۔اسلامی تعلیمات انسانی ذہنوں میں یہ عقیدہ راسخ کرتی ہیں کہ تمہارے پاس جو مال و دولت ہے وہ سب رب العالمین کا عطیہ اوراس کاخصوصی فضل وکرم ہے، اگرصرف کمانے اورعقل ومحنت سے دولت ملتی تودنیا میں کوئی صحت منداور ذی عقل غریب نہ رہتا۔

قرآن کریم بڑے واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے:

۱- ﴿وجعلنالکم فیها معاییش ومن لستم له برازقین وان من شیء الاعندنا خزائنه وما ننزله بقدر معلوم﴾ ۱۲۔

اورہم ہی نے تمہارے لئے اور اُن لوگوں کے لئے جن کوتم روزی نہیں دیتے اس میں معاش کے سامان پیدا کئے، اور ہمارے ہاں ہرچیز کے خزانے ہیں او رہم اُسے ایک مقدارمعین ہی سے اُتارتے رہتے ہیں۔

۲-﴿والله فضل بعضکم علیٰ بعضٍ فی الرزق﴾ ۱۳۔

اور اللہ نے تم میں رزق و دولت میں بعض کوبعض پرفضیلت دے رکھی ہے۔

۳- ﴿اهم یقسمون رحمة ربک نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیاةالدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضا سخریا ورحمة ربک خیر مما یجمعون﴾ ۱۴۔

کیاآپ کے پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے اُن کے

درمیان اُن کی معیشت کو اُن کی دنیوی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے درجے دوسرے پر بلند کر رکھے ہیں تا کہ ایک دوسرے سے خدمت لیتا رہے، اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔

۴- ﴿ وانفقوا من ما رزقنكم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لو لآ اخرتنیٓ الیٰ اجل قریب فاصدق واکن من الصّٰلحلین﴾ ۱۵

اور جو مال ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم سے کسی کو موت آجائے پھر وہ کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے اور کچھ دن مہلت کیوں نہ دی تا کہ میں خیرات دے دیتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔

اسلام مسلمانوں کو یہ حکم بھی نہیں دیتا کہ وہ کل مال غریبوں پر صرف کریں بلکہ اپنی دولت کا وہ حصہ جو ان کے پاس ضرورت سے زائد ہو اور اس کو اللہ کے نام پر خرچ کرنے میں فطری طور پر کوئی جبر نہیں ہونا چاہیئے۔

۵-﴿ ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو﴾ ۱۶

اور آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کونسا مال خرچ کریں آپ کہہ دیں کہ جو ضرورت سے زائد ہو۔

افراط وتفریط سے گریز:

اسلام کا نظام زکوٰۃ افراط وتفریط سے مکمل طور پر پاک ہے یہاں اعتدال ہی اعتدال ہے اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کوئی خواہ مخواہ گداگر بن جائے اور سوال کرتا پھرے اور دولت مندوں کے لئے وبال جان بن جائے۔

﴿ یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل﴾ ۱۷

(اے محمد ﷺ) آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کس طرح کا مال

خرچ کریں، آپ کہہ دیں جو مال بھی خرچ کرنا چاہا وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں ،یتیموں، مساکین اور مسافروں کو دو او رجو بھلائی تم کروگے اللہ اُس کو جانتا ہے۔

اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی جن اہم صفات کا ذکر ہے اُن میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ حاجات ضروریہ میں خرچ کرتے وقت نہ اسراف اور فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل و کوتاہی بلکہ دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔

﴿ والذین اذآ انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواماً﴾
۱۸ے

او رجب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں ان کا خرچ اعتدال پر رہتا ہے۔

الغرض اسلام کے نظام زکوٰۃ کی اصل غرض وغایت یہ ہے کہ زکوٰۃ ایک طرف انسان کو اپنے خالق کا وفادار بندہ بناتی ہے تو دوسری طرف مخلوق کو ایک دوسرے کے گلے لگاتی ہے۔

مدینہ منوّرہ میں زکوٰۃ کا باقاعدہ نظام:

عہد رسالت میں نظام زکوٰۃ پر گفتگو کرنے سے قبل یہ وضاحت کرنا ضروری ہے۔تفسیر، حدیث، تاریخ، سیرت کی کتب میں اگرچہ زکوٰۃ کے نصاب ومصارف کے بارے میں تفصیلی ہدایات موجود ہیں، لیکن عہد رسالت وعہد خلفائے راشدین کے نظام زکوٰۃ پر بہت زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں۔

خصوصا اسلامی مالیات پر لکھی جانے والی قدیم کتب مثلاً امام ابو یوسف اور یحیٰی بن آدم القرشی کی ’’ کتاب الخراج ‘‘ ابوجعفر، حمید بن زنجویہ اور ابوعبید بن سلام کی ’’ کتاب الاموال‘‘ اسی طرح دیگر کتابوں میں عہد نبوی میں مالیات کے متعلق

ابتدائی صورت یا ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں کیا صورت تھی ، ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ابتدا کیا تھی؟ رفتہ رفتہ کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور بتدریج ارتقاء کس طرح ہوا؟ وغیرہ کے بارے بہت ہی اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسلام کی مکی زندگی کے تیرہ برسوں میں مسلمانوں کی کسی حکومتی تنظیم کا وجود نہ تھا، اس لئے زکوٰۃ کو جمع کرنے اور اسے مستحقین میں تقسیم کرنے کے لئے کوئی مرکزی زکوٰۃ کا باقاعدہ نظام نہ تھا۔ لیکن نماز کی طرح زکوٰۃ ادا کی جاتی تھی ۔ انفرادی طور پر اور رضاکارانہ ۔ ہجرت کے بعد جیسے ہی مدینہ میں پہلی اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی ، زکوٰۃ کا انتظام ریاست کے ایک مرکزی ادارے کے ذریعے کیا جانے لگا ۔ مال کی مختلف اقسام پر زکوٰۃ کی شرح معین کی گئی ۔ اس وصولی اور تقسیم کے لئے محصّل او راہلکار مقرر ہوئے جو یہ زکوٰۃ وصول کر کے دربارِ رسالت میں جمع کراتے جسے

مصارفِ زکوٰۃ میں تقسیم کردیا جاتا تھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زندگی ہی میں زکوٰۃ کا باقاعدہ نظام قائم ہوگیا تھا اور اس کی وصولی اور تقسیم کار نظم ونسق بروئے کار آچکا تھا۔ زکوٰۃ کی شرح نہایت تفصیل سے فرامین نبوی میں منقول ہے ۔ فقہ او ر احادیث کی تقریبا تمام متداول کتابوں میں ''کتاب الزکوٰۃ'' کے عنوان کے ذیل میں زکوٰۃ سے متعلق آپ کے تمام ارشادات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

نظام زکوٰۃ مدینہ کی اسلامی مملکت کا ایک لازمی اورنا قابل انتقال حصہ تھا۔ اس کا تاریخی اور عملی ثبوت یہ ہے جناب رسول للہ ﷺ کی وفات کے بعد بعض علاقوں کے ایسے لوگوں نے جو بظاہر اسلام قبول کرچکے تھے اور توحید و رسالت کا اقرار کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے لیکن انھوں نے یہ کہہ کر زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے تو خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین یا مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا فیصلہ کیا اور تمام صحابہ کرامؓ کا اس پر اتفاق ہوگیا

تھا کہ جو زکوٰۃ نہیں دیں گے وہ باغی ہیں اور یہ لوگ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرتے ہیں جو اللہ اور رسول کے دین اور اسلام کی اساسی فکر سے انحراف اور ارتداد ہے۔

اسلام کے مالیاتی نظام میں اسلامی ریاست کا نظام ٹیکس اور مالیات عامہ بہت لچکدار ہے جوں جوں اسلامی ریاست کی مالی ضروریات بڑھتی جاتی ہیں توں توں اس کے مالی وسائل بڑھتے جاتے ہیں ۔اسلامی ریاست کے بیت المال یا سرکاری خزانہ کے مالی ذرائع میں سے اہم ترین ذریعہ زکوٰۃ ہے ۔ زکوٰۃ نہ صرف اسلام کے نظام مالیات کا اہم ترین ستون ہے بلکہ وہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے تیسرا اہم رکن ہے۔ اس کی ادائیگی دینی فریضہ کا حکم رکھتی ہے۔ اس کی ادائیگی کو مذہبی فریضہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے اس کی ادائیگی کو نفسیاتی طور پر آسان کردیا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمۃ میں مقیم تھے اور اسلامی ریاست کا وجود نہ تھا تو زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کار کا کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا صرف صدقات وخیرات تک بات رُک جاتی تھی۔ لیکن جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی تو زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کا باقاعدہ نظام قائم کیا گیا۔

حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا زمانہ آیا تو حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں دفاعی اور دعوتی ضروریات میں کچھ زیادہ تبدیلی نہ ہوئی اور نہ ہی ذرائع آمدن میں اضافہ کی فکر کی گئی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے دور خلافت میں اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے کھول دیئے اور مملکت اسلامیہ کی حدود دوردور تک پھیل گئیں ، یوں جہاد فی سبیل اللہ اور مصالح عامہ کے اخراجات میں اضافہ ہو تو آپ نے آمدن کی مستقل مدوں کو رائج کر دیا جن میں زکوٰۃ وصدقات اور عشر کے علاوہ ضرائب ونوائب اور عفو کے عنوان سے وصولیا ہوتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل:

صدقات و محاصل کی وصولیابی کا گہرا تعلق وصولیابی کے افسروں کی تقرری کے نظام سے تھا۔ اگرچہ ''ولایات'' کے والی ان کی وصولیابی اور صدر مقام ریاست اسلامی کو روانگی کے ذمہ دار تھے تاہم ان کے جمع و وصول کا ایک الگ مکمل اور جامع نظام عہد رسالت ﷺ میں وقوع پذیر ہوا اور رفتہ رفتہ تکمیل کے مدارج طے کرتا ہوا کمال کو پہنچا۔ محاصل ادا کرنے والوں سے صدقات اور جزیہ وصول کرنے کے لئے خاص افسر مقرر کئے جاتے تھے جن کے مختلف نام تھے۔ سب سے زیادہ معروف وعام لفظ '' عامل'' ہے اور قرآن کریم نے یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ اور کبھی شبہ کے ازالہ اور مزید توضیح کے لئے '' عامل صدقات'، ''عمّال صدقات'' یا ''عاملین صدقات'' کے الفاظ بھی مستعمل رہے ہیں۔

حدیث، تفسیر، فقہ اور تاریخ کی کتابوں میں مختلف اصطلاحات کا ذکر ملتا ہے مثلاً ''مُصَدّقین''، ''ساعی''، ''جابی'' اور مُحَصّل وغیرہ۔

علامہ شبلی نعمانی عہد رسالت کے نظام زکوٰۃ کے بارے میں لکھتے ہیں:

'' عرب کا خلوص اور جوشِ ایمان اگرچہ خود اُن کو صدقہ و زکوٰۃ کے ادا کرنے پر آمادہ کر دیتا تھا، چنانچہ اسلام لانے کے ساتھ ہی ہر قبیلہ اپنی قوم کا صدقہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں خود پیش کرتا اور آپ کی دُعا سے برکت اندوز ہوتا تھا۔ لیکن ایک وسیع ملک اور ایک وسیع حکومت کے لئے یہ طریقہ کافی نہ تھا اس لئے وُلاۃ کے علاوہ یکم محرم ۹ھ کو آنحضرت ﷺ نے صدقہ و زکوٰۃ کے وصول کرنے کے لئے ہر قبیلہ کے الگ الگ محصّلین مقرر فرمائے جو قبائل کا دورہ کر کے لوگوں سے زکوٰۃ اور خراج وصول کر کے آپ کی خدمتِ مبارکہ میں پیش کرتے تھے۔ عموماً خود روسائے قبائل اپنے اپنے قبیلوں کے محصّل ہوتے تھے اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً ان کا تقرر وقتی ہوتا تھا۔''[19]

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی عہد رسالت کے عاملین صدقات کے بارے میں

لکھتے ہیں:

''مصدّق یا عامل صدقات کے عہدہ پر تقرری کے لئے کچھ اوصاف درکار تھے اور کچھ شراط کو پوار کرنا لازمی تھا۔ سب سے بڑا وصف تو بلا ریب صلاحیت و لیاقت تھی ۔ علاقہ کے جغرافیائی اور قبائلی حالات سے واقفیت بھی ایک اہم شرط ہوسکتی تھی اس کے علاوہ کسی حد تک اس علاقے کے لوگوں سے دوستی ، تعارف اور قرابت بھی اس عہدے پر تقرری کی سفارش کرسکتی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم شرط یہ تھی کہ کردار بے داغ ، اخلاق بلند ، حرص وطمع سے دور اور عہدے کے لالچ سے آزاد ہو۔

عامل صدقات ہونے کی ایک اہم شرط یہ بھی تھی کہ رسول کریم ﷺ کے خاندان بنی ہاشم سے عہدہ دار یا امیدوار کاتعلق نہ ہو۔ چند مثالوں سے ان شرائط و اوصاف کا تاریخی ثبوت مل جائے گا۔

ا-''ایک بار حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوشخص خدمتِ بنوی میں حاضر ہوئے اور اُنہوں نے آپ سے مصدّق کے عہدے پر تقرری کی درخواست کی ۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اس باب میں رائے مانگی تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ دونوں حضرات اس نیت سے آپ کے پاس آئے ہیں ۔ رسول کریم ﷺ نے ان دونوں امیدواروں کی درخواست تقرری رد کردی اور فرمایا کہ ہم ان لوگوں کوعُہدے نہیں دیتے جو ان کے طالب ہوتے ہیں ۔''[20]

رسول اللہ ﷺ کا یہ طرز عمل رہا کہ جب آپ ازکوٰۃ وصول کرنے والوں کو بھیجتے توزکوٰۃ کی مقدار وغیرہ سے متعلق بھی ہدایتیں دیتے تھے ، نئے مفتوحہ علاقوں میں زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو بھیجتے تو انہیں بھی زکوٰۃ کی مقدار سے متعلق باقاعدہ تحریری احکام دیا کرتے تھے ، پھر جب وہ واپس آتے تو ان سے حساب طلب کرتے اور باز پرس فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمر بن حزم کو ایک تفصیلی خط لکھا تھا جس میں زکوٰۃ و

صدقات سے متعلق تفصیلی ہدایات درج تھیں۔۲۱ اس کے علاوہ واقدی نے بھی صدقات سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے طرزِ عمل کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جس میں صدقات سے متعلق تمام ہدایات درج تھیں۲۲

رسول اللہ ﷺ نے بنو سلیم کے صدقات وصول کرنے کے لئے ابن لتبیہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا وہ فرماتے ہیں کہ جب وہ صدقات وصول کر کے آئے تو آپ نے ان سے حساب لیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے ہدیہ ملا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں گھر بیٹھے بیٹھے یدیہ کیوں نہیں ملا؟ اس کے بعد ایک تفصیلی خطبہ دیا اور تمام لوگوں کو اس طرح کا مال لینے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔۲۳

بعض اوقات رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس زکوٰۃ وصول کرنے لئے مختلف علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے۔۲۴

جب زکوٰۃ وصدقات کے اموال رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو جاتے آپ ان میں سے فقراء مہاجرین وانصار اور اصحابِ صفہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیا کرتے تھے۲۵

آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی کسی عامل کو روانہ فرماتے تو اُسے ہدایات جاری فرماتے جس میں بتصریح آپ وضاحت فرمادیتے کہ کس قسم کا مال کتنی تعداد میں زکوٰۃ کی کیا مقدار ہے؟ چھانٹ کر مال لینے کی یا حق سے زیادہ لینے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کا یہ اعلان عام ہوتا تھا'' **فایاک و کرآئم اموالھم واتّق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا وبین اللہ حجاب**''۔۲۶

خبردار! زکوٰۃ کی وصولیابی کے سلسلے میں چھانٹ اچھا اور نفیس مال لینے سے پرہیز کرنا (بلکہ اوسط کے حساب سے زکوٰۃ وصول کرنا ور اس بارے میں کوئی ظلم وزیادتی کسی پر نہ کرنا) اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی دُعا اور اللہ تعالیٰ کے جانب اُس دعا کی قبولیت کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ عاملین زکوٰۃ کے ترغیب و ترہیب کے ساتھ دعائیہ کلمات بھی ارشاد فرماتے تھے۔بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ لوگوں نے بخوشی زیادہ زکوٰۃ کی مد میں زیادہ مال دینا چاہالیکن عاملین زکوٰۃ نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

چنانچہ نسائی اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں ہے۔سوید بن غفلہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس رسول ﷺ کا محصّل آیا، جاکر اُن کے پاس بیٹھ گیا تو اُس نے پہلے جانوروں کی اُن اقسام کو بیان کیا جن کوزکوٰۃ کی مد میں لینے کی رسول ﷺ کی جانب سے اجازت نہ تھی۔ اسی دوران ایک شخص ایک نہایت عمدہ کوہان والی اونٹی لے کے حاضر ہوا اور محصّل کی خدمت میں پیش کی لیکن انہوں نے اُس اونٹی کو زکوٰۃ کی مد میں لینے سے انکار کردیا۔(۲۷)ابن علقمہ کی ایک تفصیلی روایت میں ہے ’’ عہد رسالت میں ایک شخص نے محصّل کو ایک عمدہ بچے والی بکری دینی چاہی تو محصّل نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کردیا کہ ہمیں دربار رسالت سے زکوٰۃ کی مد میں اس طرح کی بکریاں لینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس کے بعد اُن کو بکری کا ایک بچہ دیا گیا تو وہ اُس کو اپنے اونٹ پر لاد کر واپس چلے گئے۔۲۸

عاملین زکوٰۃ کوخوش رکھنا:

رسول اللہ ﷺ کاارشاد ہے:

’’اذا اتاكم المصدّق فليصدر عنكم و هو عنكم راض. ‘‘۲۹

یعنی جب امام وقت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والا تمہارے پاس آئے تو وہ زکوٰۃ وصول کرکے اس حال میں تمہارے پاس سے واپس جائے کہ وہ تم سے راضی و خوش ہو۔

آپ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ جب امام وقت یا اسلامی حکومت طرف سے زکوۃ وصول کرنے والے آیں تو انکے ساتھ عزت واحترام کا معاملہ کیا جائے اور انہیں پوری پوری زکوٰۃ ادا کی جائے تاکہ وہ راضی وخوش ہوکرواپس لوٹیں۔

عاملین زکوٰۃ کے لئے دعاء کرنا:

حضرت عبد اللہ ابن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی جماعت آپ ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لے کر آتی تاکہ آپ زکوٰۃ کو مستحقین میں تقسیم فرمائیں تو آپ اُن کو اِن الفاظ میں دعاء دیتے تھے:

اللھم صلّ علیٰ اٰل فلان ، اے اللہ فلاں شخص کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔ اللھم بارک فیہ و فی ابلہٖ ۔ چنانچہ میرے والد جب آپ ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللھم صلّ علیٰ اٰل ابی او فی''اے اللہ! اوفیٰ کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب کوئی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں اپنی زکوٰۃ لے حاضر ہوتا تو آپ فرماتے اے اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرما۔[30]

عاملین زکوٰۃ کے لئے ترغیب و ترہیب:

عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : ''العامل علی الصدقة بالحق کالغازی فی سبیل اللہ ، حتیٰ یرجع إلیٰ بیته.''[31] حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا صدقات وصول کرنے والا جب تک اپنے گھر واپس نہ آئے ایسا ہی ہے جیسے غازی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔

قال رسول اللہ ﷺ:''المعتدی فی الصدقة کمانعھا.''[32] رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ کے مال میں خیانت کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینے والا۔

عُمّال کا انتخاب:

رسول اللہ ﷺ عُمّال کا انتخاب خود فرماتے تھے اور جو لوگ اپنے آپ کو اس

خدمت کے لئے خود پیش کرتے تھے اُن کی درخواست رد فرما دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ کے ساتھ دو شخص دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عامل بننے کی درخواست دی۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ کی طرف مخاطب فرمایا'' تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر نہ تھی کہ یہ لوگ اس غرض سے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کا بطور عامل تقرر نہ فرمایا۔ لیکن اسی وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ کو بغیر درخواست کے یمن کا عامل بنا کر روانہ فرمایا۔ ۳۳

عُمّال کا معاوضہ:

رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ عمال کو بقدر ضرورت معاوضہ عطا فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے عام منادی فرمادی تھی کہ جو شخص ہماری مقرر شرح سے زیادہ لے گا وہ خیانت مالی اور چوری کا مرتکب ہوگا، مقدار ضرورت کی تصریح خود آپ ﷺ نے فرمادی تھی۔ ۳۴

عن المستورد بن شداد قال: سمعت النبی ﷺ یقول: "من کان لنا عاملاً فلیکتسب زوجة فإن لم یکن له خادم فلیکتسب خادماً، فإن لم یکن له مسکن فلیکتسب مسکناً... ومن اتخذ غیر ذلک فهو غالٍ أو سارق " ۳۵ جو شخص ہمارا عامل ہو اس کو ایک بیوی حاصل کر لینا چاہیئے اور اگر اس کے پاس نوکر نہ ہو تو ایک خادم لے لے اور اس کے پاس رہائش کے مکان نہ ہو تو مکان حاصل کر لے اور اگر کوئی اس سے زائد لے گا تو وہ خائن ہوگا یا چور!۔

عہد رسالت میں حضرت عمر ؓ کو بھی اس قسم کا معاوضہ ملا کرتا تھا۔ چنانچہ جب عہد فاروقی میں بعض صحابہ کرام ؓ نے زہد و تقدس کی بنا پر اس قسم کا معاوضہ لینے

سے انکار کردیا تو حضرت فاروق اعظم نے رسول اللہ ﷺ کے قول سے استدلال فرمایا تھا۔[36]

رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ عاملین زکوٰۃ

صدقات کی فرضیت کے بارے جیسا کہ پچھلے صفحات میں ذکر کیا گیا ہے عام مسلم فقہاء اور علماء کا خیال ہے کہ فتح مکہ بعد اس آیت کے نزول سے ہوئی ﴿ خذ من اموالھم صدقة تطھرھم و تزکیھم بھا ﴾ [37] اُن کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو ظاہر میں بھی پاک اور باطن میں بھی پاکیزہ کرتے ہو۔ اور یہ آیت غزوۃ تبوک کے بعد نازل ہوئی۔[38]

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب رسول اللہ رسول اللہ ﷺ نے جب محرم ۹ھ کا چاند دیکھا تو محصلین کو اطراف و اکناف میں عرب کے مختلف قبائل سے زکوٰۃ وصول کرنے کے روانہ فرمایا۔[39]

☆ ذیل میں تاریخ و سیر کی معتبر کتابوں میں موجود رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ عاملین زکوٰۃ کے ناموں کی فہرست پیش خدمت ہے۔ اگرچہ بہت سے ناموں میں تکرار بھی ہے لیکن علمی استفادہ کی غرض سے ہر کتاب کی فہرست الگ الگ پیش کی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بعض اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی ایک جماعت مقرر فرمائی تھی جو زکوٰۃ کی وصولی کا کام انجام دیتی تھی اُن میں سے چند معروف حضرات کے نام یہ ہیں:

حضرت عمرؓ، حضرت خالد بن سعید بن العاص، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عدی بن حاتم طائی، حضرت زبرقان بن بدر التیمی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔[40]

مرکزی عاملین صدقات:

ابن ہشام نے السیرۃ النبویہ میں درج ذیل عاملین صدقات کے اسمائے مبارکہ ذکر کیے ہیں:[41]

نمبر شمار	عاملین صدقات کے نام	علاقہ رقبیلہ
۱	مہاجر بن أبي أمية بن المغيرة رضی اللہ عنہ	صنعاء
۲	عنسی رضی اللہ عنہ	صنعاء
۳	زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ	حضرت موت
۴	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	طی، بنو اسد
۵	مالک بن نویرۃ رضی اللہ عنہ	بنو حنظلہ
۶	زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ	بنو سعد
۷	قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ	بنو سعد
۸	علاء الحضرمی رضی اللہ عنہ	بحرین
۹	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	نجران

کتاب المغازی میں ہے رسول اللہ ﷺ ۱۸ ذیقعدہ کو شب کے وقت جعرانہ سے مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا گورنر بنایا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تعلیم دینے کی غرض سے مکہ مکرمہ میں اُن کے پاس چھوڑا اور ستائیس ذی قعدہ ۸ھ جمعہ کے دن مدینہ طیبہ صحابہ کرام کے ساتھ واپس تشریف لائے ۔اور محرم الحرام ۹ھ کا چاند دیکھا تو آپ نے مختلف قبائل کی جانب زکوٰۃ وصول کرنے والے عاملین روانہ فرمائے ۔ اِن کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔۴۲

نمبر شمار	عاملین صدقات کے نام	علاقہ رقبیلہ
۱	حضرت بُریدۃ بن حُصیب رضی اللہ عنہ	اُسلم اور غِفار
۲	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	اُسلم اور غِفار
۳	حضرت عبّاد بن بشر اشہلی رضی اللہ عنہ	سُلیم، مُزینۃ اور بنو مصطلق
۴	حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ	جُہینۃ
۵	حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ	فزارۃ

۶	حضرت ضحّاک بن سُفیان کِلابیؓ	بنو کلاب
۷	حضرت ابن اللّتبیۃ اَزدیؓ	بنو ذُبیان
۸	ایک صحابی جن کا نام ذکر نہیں کیا گیا	بنو ہُذَیم
۹	حضرت بسر بن سفیانؓ	بنو کعب
۱۰	حضرت نُعیم بن عبد اللہ نحام عدویؓ	بنو خُذاعہ اور بنو تمیم کے بعض قبائل کی جانب

بنو تمیم کے بعض قبائل کا عاملین کو زکوٰۃ دینے سے انکار:

کتاب المغازی میں ہے حضرت بُسر بن سُفیان ﷺ یا حضرت نُعیم بن عبد اللہ نحام عدوی ﷺ کو بنو کعب، بنو جہیم اور بنو عمرو بن جُندُب بن عُتَیر بن عمرو بن تمیم وغیرہ قبائل کی جانب تحصیل زکوٰۃ کے لئے روانہ فرمایا جب یہ حضرات ''اشطاط'' کے مقام پر پہنچے تو بنو خزانہ برضا و رغبت زکوٰۃ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن بنو تمیم اس میں مزاحم ہوئے اور کہا اللہ کی قسم یہاں سے ایک اونٹ بھی نہ جائے گا اور لڑنے کے لئے تلواریں سونت لیں۔

حضرات صحابہ کرام واپس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن فزاری کو پچاس گھڑ سواروں کا دستہ دے کے بنو تمیم کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ ان گھڑ سواروں میں کوئی بھی مہاجر یا انصاری صحابی شامل نہ تھا چنانچہ یہ لشکر جب مقام عرج پر پہنچا تو بنو تمیم کا مذکورہ قبیلہ لشکر کی خبر پا کر وہاں سے بھاگ گیا اس کے بعد لشکر اسلام نے ان کو مقام سُقیا میں جا لیا اور رات کے وقت ان چھاپہ مار کر گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچوں کو گرفتار کر کے مدینہ طیبہ لائے۔ ان کو رَملہ بنت حارث کے مکان میں نظر بند کیا گیا۔

اس کے بعد بنو تمیم نے مجبور ہو کر اپنے دس سرداروں پر مشتمل ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا ان میں عُطارِد بن حاجب، زَبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، قیس بن حارث، نُعیم بن سعد، عمرو بن الأہتم، اُقرع بن حابس اور ریاح بن

حارث شامل تھے۔ جب یہ مدینہ منورہ ظہر کی نماز سے پہلے پہنچے تو پہلے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اس کے بعد جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی آذان دی تو ان لوگوں نے حجرہ شریف کے پیچھے کھڑے ہو آپ کو آواز دی، اے محمد باہر آؤ تاکہ ہم آپ سے مفاخرہ اور شاعری میں مقابلہ کریں، ہماری مدح زینت ہے اور ہماری مذمت عیب ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ شان تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ باقی میں تو نہ شاعر ہوں اور نہ مجھے فخر مباہات کا حکم دیا گیا۔

اس وقت سورۃ حجرات کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إن الذين ينادونک من ورآء الحجرات أکثرهم لايعقلون. ولو أنهم صبروا حتىٰ تخرج اليهم لکان خيرا لهم، والله غفور رحيم﴾ (۴۳)

جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں، اور اگر وہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر اُن کے پاس آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

نماز ظہر کے بعد ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تفصیلی مکالمہ ہوا جس میں اُن کے خطیب عُطارد بن حاجب نے خطبہ دیا، رسول اللہ ﷺ حکم سے حضرت ثابت قیس رضی اللہ عنہ نے جوابی خطبہ دیا۔ اس کے علاوہ بنوتمیم کے شاعر زَبرقان نے بنوتمیم کی تعریف میں اشعار کہے ،اس کے جواب آپ ﷺ نے بطور خاص حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اشعار میں ان کا جواب دیں۔ ۴۴

طبقات ابن سعد میں مندرجہ ذیل عاملین صدقات کے اسمائے مبارکہ کا تذکرہ موجود ہے آپ ﷺ نے اپنے مصدقین، صدقہ وصول کرنے والوں کو حکم دیا تھا کہ جو زیادہ ہوں وہ اُن سے لیں اور ان کا عمدہ مال لینے سے اجتناب کریں۔ ۴۵

نمبر شمار	عاملین صدقات کے نام	علاقہ رقبیلہ
۱	حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ	بنوتمیم
۲	حضرت بریدہ بن حُصیب رضی اللہ عنہ	اسلم اور غفار

۳	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	اسلم اور غفار
۴	حضرت عباد بن بشر اشہلی رضی اللہ عنہ	سُلیم، مُزینہ اور بنو المصطلق
۵	حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ	جُہینہ
۶	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	بنو فزارہ
۷	حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ	بنو کلاب
۸	حضرت بُسر بن سفیان کعبی رضی اللہ عنہ	بنو کعب
۹	حضرت ابن اللتبیۃ ازدی رضی اللہ عنہ	بنو ذُبیان
۱۰	ایک صحابی جن کا نام ذکر نہیں کیا گیا	سعد ھُذیم

بنو مصطلق سے صدقات کی وصول یابی:

کتاب المغازی، طبقات ابن سعد، اُسدُ الغابۃ اور الاصابۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ولید بن عقبہ بن اَبی مُعیط رضی اللہ عنہ کو بنو مصطلق کیںب صدقات وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا جو اسلام لا چکے تھے اور انہوں نے کئی مساجد بھی تعمیر کر لیں تھیں۔ جب اُن لوگوں کو حضرت ولید بن عقبہ بن اَبی مُعیط رضی اللہ عنہ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو یہ خبر سن کر شاداں و فرحاں ہتیار لگا کر عسکری شان سے حضرت ولیدؓ کے استقبال کے لئے نکلے۔ چونکہ زمانہ جاہلیت سے ولید کے خاندان اور بنو المصطلق کے درمیان عداوت چلی آرہی تھی۔ حضرت ولیدؓ نے دور سے دیکھ کر یہ خیال کیا کہ غالبًا دیرینہ عداوت کی وجہ سے یہ لوگ مقابلہ کے لئے نکلے ہیں اس وجہ سے حضرت ولیدؓ راستہ ہی سے واپس ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا وہ لوگ دین اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔

آپ ﷺ کو یہ سن کر بہت تعجب ہوا اور آپ نے ان کے خلاف جہاد کا ارادہ کر لیا تھا جب اس کی خبر بنو المصطلق کو ہوئی تو انہوں نے فوراً ایک وفد دربار رسالت میں بھیجا جنہوں آ کر حقیقت حال کی اطلاع دی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

آپ حضرت ولیدؓ سے پوچھئے کیا انہوں نے ہمارے ساتھ کوئی بات کی ہے۔ اسی موقعہ پر سورۃ حجرات کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ یآیھا الذین اٰمنوا إن جاء کم فاسق بنباءٍ فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجھالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین﴾۴۶

اے مومنو! اگر کوئی گنہگار تمہارے پاس وئی خبر لیکر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو مبادا کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے بنو المصطلق کے وفد سے پوچھا کہ کس آدمی کو آپ پسند کرتے ہیں کہ اُس کو عامل صدقہ بنا کر آپ کی طرف بھیجا جائے تو انہوں نے کہا کہ آپ حضرت عُباد بن بشرؓ کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عبادؓ سے فرمایا اے عباد ان کے ساتھ جاؤ ان کے اموال کی زکوٰۃ وصول کرو اور ان کا عمدہ مال لینے سے اجتناب کرنا۴۷۔

حضرت معاذ بن جبل کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کا گورنر، قاضی اور عامل صدقات بنا کر بھیجا تھا۴۸۔

علامہ ابن قیم نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں مندرجہ ذیل عاملین صدقات کے اسمائے مبارکہ نقل کئے ہیں۴۹:

نمبر شمار	عاملین صدقات کے نام	علاقہ رقبیلہ
۱	حضرت عُیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ	بنو تمیم
۲	حضرت یزید بن حُصین رضی اللہ عنہ	اسلم اور غفار
۳	حضرت عبّاد بن بشر الاشہلی رضی اللہ عنہ	سلیم اور مزینہ
۴	حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ	جہینہ
۵	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	بنو فزارہ
۶	حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ	بنو کلاب
۷	حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ عنہ	بنو کعب
۸	حضرت ابن اللتبیہ ازدی رضی اللہ عنہ	بنو ذبیان
۹	حضرت مہاجر بن اُبو اُمیہ رضی اللہ عنہ	صنعاء

۱۰	حضرت زیاد بن لبید ؓ	حضرموت
۱۱	حضرت عدی بن حاتم ؓ	طے اور بنو اسد
۱۲	حضرت مالک بن نُویرۃ ؓ	بنو حنظلہ
۱۳	حضرت زبرقان بن بدر ؓ	بنو سعد
۱۴	حضرت قیس بن عاصم ؓ	بنو سعد
۱۵	حضرت علاء الحضرمی ؓ	بحرین
۱۶	حضرت علی ؓ	نجران

علامہ ابوحسن علی بن محمدؒ خزاعی تلمسانی اور علامہ کتانیؒ کی تحقیقات کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مختلف علاقوں اور قبائل سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عامل مقرر فرمایا(۵۰):

نمبر شمار	عاملین صدقات کے نام	علاقہ رقبیلہ
۱	حضرت ارقم بن ابی ارقم زہری ؓ	السعایۃ
۲	حضرت کافیہ بن سبع الاسد ؓ	اپنی قوم کی طرف
۳	حضرت حذیفۃ بن ازدی ؓ	ان کی قوم ازد
۴	حضرت کھل بن مالک الھذلی ؓ	اپنی قوم قوم ھذیل
۵	حضرت ابوجہم بن حذیفہ ؓ	مدنج
۶	حضرت رافع بن مکیت جہنی ؓ	اپنی قوم کی کیجانب
۷	حضرت قیسھل بن منجاب ؓ	بنو تمیم
۸	حضرت عکرمۃ بن ابی جہل ؓ	ھوازن
۹	حضرت مالک بن نویرہ ؓ	اپنی قوم کی کیجانب

۱۰	حضرت متمم بن نویرہ تمیمی رضی اللہ عنہ	بنوتمیم
۱۱	حضرت مرداس بن مالک غنوی رضی اللہ عنہ	اپنی قوم کی کیجانب

علامہ شبلی نعمانیؒ نے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ چوبیس (۲۴) عاملین صدقہ وزکوٰۃ کے نام ذکر کیے ہیں۔(۵۱)

نمبر شمار	عاملین صدقات کے نام	علاقہ رقبیلہ
۱	حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	طے و بنواسد
۲	حضرت صفوان بن صفوان رضی اللہ عنہ	بنوعمرو
۳	حضرت مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ	بنوحنظلہ
۴	حضرت بریدہ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ	عقار واسلم
۵	حضرت عباد بن بشر الاشہلی رضی اللہ عنہ	سلیم ومزینہ
۶	حضرت رافع بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ	جہینہ
۷	حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ	بنوسعد
۸	حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ	بنوسعد
۹	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	بنوفزارہ
۱۰	حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ	بنوکلاب
۱۱	حضرت بسر بی سفیان کلابی رضی اللہ عنہ	بنوکعب
۱۲	حضرت عبداللہ بن اللیتہ رضی اللہ عنہ	بنوذبیان
۱۳	حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ	بنولیث
۱۴	ایک ہذیمی صحابی رضی اللہ عنہ	بنوہذیم
۱۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	شہر مدینہ
۱۶	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	شہر نجران
۱۷	حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	شہر خیبر
۱۸	حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ	حضرموت
۱۹	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	یمن
۲۰	حضرت خالد رضی اللہ عنہ	یمن

۲۱	حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ	بحرین
۲۲	حضرت محمد بن جزء الاسدی رضی اللہ عنہ	تحصیل خمس
۲۳	حضرت عمرو بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ	تیما
۲۴	حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ	بنو تمیم

نقوش، رسول نمبر میں رسول اللہ ﷺ کے تیس مرکزی عاملین صدقات (عمّال الصدقات) اور اکتیس مقامی عاملین صدقات جن میں شمالی قبائل، مشرقی قبائل اور مغربی قبائل کی جانب بھیجے گئے حضرات صحابہ کرام کی تفصیلی فہرست موجود ہے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت زبیر، حضرت جہم بن سعد، (یا جہم بن الصلت) اور حضرت حذیفۃ بن یمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو رسول اللہ ﷺ نے صدقات و زکوٰۃ کے اموال کا حساب کتاب لکھنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

''ابن حزم کی جوامع السیرۃ کے مطابق رسول کریم ﷺ کی حکومت میں دُوسرے شعبوں کی مانند مالی نظام کے مختلف محکموں کا حساب کتاب باقاعدہ رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت زبیر بن عوام اسلامی ریاست کے صدقات کے کاتب تھے اور وہی حساب کتاب باقاعدہ رکھا کرتے تھے۔ ان کی موجودگی میں حضرات جہم بن صلتؓ اور حذیفہ بن یمانؓ صدقات کی آمدنی کو اُن کے رجسٹروں میں لکھا کرتے تھے۔ لیکن قضاعی کی روایت سے انتظامی امور کچھ مختلف معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کی روایت کے مطابق حضرات زبیر بن عوامؓ اور جہم بن صلتؓ صدقات کی آمدنی کے کاتب تھے جبکہ حضرت حذیفہ بن یمان کھجور کی پیداوار کے تخمینے سے متعلق امور کی کتابت و اندارج کیا کرتے تھے۔'' ۵۲

حاصل یہ ہے کہ اگر یہ روایات درست ہیں اور بظاہر ان کی صحت میں کوئی احتمال وکلام نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دونوں دیوان (شعبے) عہد نبوی ہی میں قائم ہو چکے تھے۔ بہرحال سیرتِ نبویؐ کے مختلف مآخذ سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انتظامی اور سیاسی معاملات و امور کا خواہ ان کا تعلق فوجی انتظامیہ سے ہو یا شہری نظم و نسق سے، مالی معاملات سے یا مذہبی امور کے نظام سے، ایک باقاعدہ تحریری ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔

حواشی وحوالہ جات

(۱)ال بقرۃ:۲۶۷۔

(۲)الانعام:۱۴۱

(۳)تفصیل کے لئے دیکھئے:

بخاری، الجامع الصحیح ، کتاب الزکوٰۃ،باب العشر فیما یُسقٰی من مآء السمآءِ والمآء الجاری، ۲۰۱/۱، رقم:۱۳۸۸۔ترمذی، الجامع، کتاب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی الصدقۃ فیما یسقی بالانہاروغیرھا، رقم ۵۷۸، ۵۷۹۔سسنن ا بی دا ؤد ، کتاب الزکوٰۃ،باب فی زکاۃ السائمۃ،وصدقۃ الزرع، رقم: ۱۳۴۲،۱۳۶۲انسائی، السنن، کتاب الزکوٰۃ ،باب یوجب العشر وما یوجب نصف العشر رقم:۲۴۴۲،۲۴۴۳،۲۴۴۴۔ احمد بن حنبل،المسند ، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، رقم:۱۱۷۶،باب مسند المکثرین،۱۴۱۲۹، ۱۴۱۴۰، مسند الانصار، ۱۴۲۷۵،۲۱۰۲۷۔ مالک بن ا نس ، الموطا ، کتاب الزکوٰۃ، مایخرص من ثمار النخیل والاعناب،۱:۲۲۷، رقم۱۱۷۶،باب مسند المکثرین، ۱۴۱۲۹، ۱۴۱۴۰، مسند الانصار، ۱۴۲۷۵،۲۱۰۲۷۔ مالک بن ا نس ،الموطا ، کتاب االزکوٰۃ، مایخرص من ثمار النخیل والاعناب،۱:۲۲۷، رقم:۳۳،دارالحدیث ،قاھرہ ،۱۹۹۳ء۔

(۴)العنکبوت:۶.

(۵) الفاطر:۱۵.

(۶)محمد:۳۸.

(۷)البقرۃ: ۲۶۳ ، ۲۶۴ .

(۸)الدھر:۸–۹.

(۹)تفصیل کے لئے دیکھئے:

بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ، رقم: ۱۳۰۸، ۱۴۶۸، ۱۴۹۶، باب اخذ الصدقة من الاغنیاء و ترد فی الفقراء، ۱۴۰۱ ، کتاب المغازی، ۴۰۰۰۔مسلم، الجامع الصحیح ،کتاب الایمان ، باب دعاء الشهادتین وشرائع الاسلا، رقم: ۲۷-۲۸، کتاب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی کراهیة اخذ خیار المال، رقم: ۵۶۷۔ترمذی، الجامع، کتاب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی کراهیة اخذ خیار المال فی الصدقة، رقم: ۵۶۷۔ ابودا ؤد، السنن ،کتاب الزکوٰۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، رقم: ۱۳۵۱۔نسائی، السنن ،کتاب الزکوٰۃ ،باب وجوب الزکوٰۃ، ر، رقم: ۲۳۹۲، باب اخراج الزکوٰۃ من بلد الی بلد ، رقم: ۲۴۷۵ ۔قزوینی، ابنِ ماجه، ابوعبد الله محمد بن یزید، السننُ ،کتاب الزکوٰۃ: باب فرض الزکوٰۃ، رقم : ۱۷۷۳، دارالمعرفه ، بیروت ، ۱۹۹۶ء ۔ احمد بن حنبل، المسند ، کتاب مسندبنی ہاشم، رقم: ۱۹۶۷۔دارمی ، الحافظ عبد الله بن عبد ا لرحمن ا لسمرقندی ، سُننُ ا لدا رمی، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض الزکوٰۃ ، رقم: ۱۵۶۳، قدیمی کُتب خانه ۔(۱۰)ماوردی ،امام ابو الحسن علی بن محمد بصری، بغدادی، الاحکام السلطانیة، ص: ۱۴۵، دارلکتب العمیة، بیروت، ۱۹۸۵ء۔

(۱۰) وردی ،امام ابو الحسن علی بن محمد بصری، بغدادی، الاحکام السلطانیة، ص: ۱۴۵، دارلکتب العمیة، بیروت، ۱۹۸۵ء۔

(۱۱) النور: ۳۳.

(۱۲) الحجر: ۲۰ – ۲۱.

(۱۳) النحل: ۷۱.

(۱۴) الزخرف: ۳۲.

(۱۵) المنافقون: ۱۰.

(۱۶) البقرة : ۲۱۹.

(۱۷) البقرة: ۲۱۵.

(۱۸) الفرقان: ۶۷.

(۱۹) نعمانی ،شبلی ، سیرۃ النبی ا،۲: ۴۸، دارالاشاعت ، کراچی، ۱۹۸۵ء۔

(۲۰) صدیقی ، محمد یٰسین مظہر، ڈاکٹر ،نقوش، رسول نمبر ،۵ :۶۷۴، ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۸۳ء۔

(۲۱) ابوعبید، کتاب الاموال، ص: ۵۲۸ - ۵۳۵، نمبر: ۹۳۴ - ۹۵۱۔
(۲۲) تفصیل کے لئے دیکھئے: واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی ۳: ۱۰۸۴ - ۱۰۸۸، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت۔
(۲۳) تفصیل کے لئے دیکھئے:
بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب قول اللہ تعالیٰ والعاملین علیہا ومحاسبۃ، رقم: ۱۴۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم هدایا، رقم: ۳۴۱۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الخراج والامارۃ والفیء، رقم: ۲۵۵۷۔ حمد بن حنبل، المسند، کتاب مسند الانصار، رقم: ۲۲۴۹۲، ۲۲۴۹۵۔ دارمی، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب یهدی لعمال الصدقۃ رقم: ۱۶۰۹۔
(۲۴) کتانی، عبد الحیٔ بن عبد الکبیر، عہد نبوی کا اسلامی تمدن، ص: ۲۰۳، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، ۱۹۹۱ء۔
(۲۵) جصاص، احکام القرآن، ۳: ۱۳۱، سہیل اکیڈمی، لاہور۔
(۲۶) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۱۳۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۷، ۲۸۔ سنن الترمذی، الجامع، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۵۶۷۔
نسائی، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب الجمع بین المتفرق والتفریق بین المجتمع، رقم: ۲۴۱۴۔ ابو
(۲۷) داؤد، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، رقم ۱۳۴۶۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب مایاخذ المصدق من الابل، رقم: ۱۷۱۹۔ احمد بن حنبل، المسند، کتاب مسند الکوفیین، رقم: ۱۸۰۸۳۔
(۲۸) نسائی، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب اعطاء السید المال بغیر اختیار، رقم: ۲۴۱۹۔ احمد بن حنبل، المسند، کتاب مسند المسکیین، رقم: ۱۴۸۷۹۔
(۲۹) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب رضاء الساعی مالم یطلب حراماً، رقم: ۱۷۹۲۔ ترمذی، الجامع، کتاب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی رضاء المصدّق، رقم: ۵۸۶۔ ابو داود، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب فی رضاء المصدّق، رقم: ۱۳۵۵۔
(۳۰) صنعانی، مصنف عبد الرزاق، ۴: ۵۸۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، غزوۃ الحدیبیہ، رقم: ۳۸۴۸۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب الدعاء لمن اتی بصدقۃ، رقم: ۱۷۹۱۔ نسائی، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب صلاۃ علی صاحب الصدقۃ، رقم: ۲۴۱۶۔ ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ۲: ۱۶، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۸ء۔
(۳۱) ترمذی، الجامع، کتاب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی العامل علیہا لصدقۃ بالحق، رقم: ۵۸۴۔

بوداود، السنن، کتاب الخراج والامارۃ والفی فی السعایۃ علی الصدقۃ، ۲۵۴۷۔ابنِ ماجہ، السنن، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی عمال الصدقۃ، ۱۷۹۹۔احمد بن حنبل، المسند، کتاب المکیین، ۱۵۲۶۶۔

(۳۲) ترمذی، الجامع، کتاب الزکوٰۃ، باب المعتدی فی الصدقۃ، رقم: ۵۸۵۔ ابو داود، السنن، کتاب الزکاۃ، باب فی زکوٰۃ السائمۃ، ۱۳۵۲۔ابنِ ماجہ، السنن، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی عمال الصدقۃ، ۱۷۹۸۔

(۳۳) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالہم، باب حکم المرتدین والمرتدۃ، رقم: ۶۴۱۲۔مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، باب النہی عن طلب الامارۃ والحرص علیہا، رقم: ۳۴۰۳۔نسائی، السنن، کتاب الطہارۃ، باب ہل یستاک الامام بحضرۃ رعیتہ، رقم: ۵۔احمد بن حنبل، المسند، مسند الکوفیین، رقم: ۱۸۸۳۵۔

(۳۴) تفصیل کے لئے دیکھئے:

ابو داود، السنن، کتاب الخراج والفیٔ والامارۃ، ۲: ۳۴۳، رقم: ۲۹۴۳ - ۲۹۴۵۔

(۳۵) ابو داود، السنن، کتاب الخراج والفیٔ والامارۃ، ۲: ۳۴۳، رقم: ۲۹۴۵۔ احمد بن حنبل، المسند، مسند الشامیین، رقم: ۱۷۳۲۹۔

(۳۶) ابو داود، السنن، کتاب الخراج والفیٔ والامارۃ، ۲: ۳۴۳، رقم: ۲۹۴۴۔

(۳۷) التوبہ: ۱۰۳۔

(۳۸) تفصیل کے لئے دیکھئے:

طبری، تفسیر الطبری، المسمیٰ جامع البیان فی تاویل القرآن، ۶: ۴۶۳ ۔رازی، التفسیر الکبیر او مفاتیح الغیب، ۱۶: ۱۳۸۔قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری، الجامع لاحکام القرآن، ۴: ۱۵۰۔ آلوسی، روح المعانی، ۶: ۱۴۔

(۳۹) ابن سعد، ابو عبداللہ محمد البصری، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۸ - ۴۵۹، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء۔

(۴۰) کتانی، عہد نبوی کا اسلامی تمدن، ص: ۲۰۳۔

(۴۱) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۴: ۲۵۵ - ۲۵۶۔دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۹۴ء۔

(۴۲) واقدی، کتاب المغازی، ۳: ۹۷۳ - ۹۷۴۔

(۴۳) الحجرات: ۴ - ۵۔

(۴۴) تفصیل کے لئے دیکھئے:

واقدی، کتاب المغازی، ۳: ۹۷۴ - ۹۸۰۔

(۴۵) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۸ - ۴۵۹۔

(۴۶) الحجرات: ۶۔

(۴۷) (۴۷) تفصیل کے لئے دیکھئے:

واقدی، کتاب المغازی، ۳: ۹۷۴ - ۹۸۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۸ - ۴۵۹۔ ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن ابوبکر شیبانی، اُسدُ الغابة فی معرفة الصحابة، ۵: ۹۰ - ۹۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ عسقلانی، حافظ احمد بن علی بن حجر، الاصابة فی تمییز الصحابة، ۶: ۴۸۱، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۹۹۵ء ۔

(۴۸) بلاذری، کتاب الفتوح البلدان، ص: ۸۶۔

(۴۹) ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ۳: ۵۰۸ - ۵۰۹، مؤسسہ الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۸ء۔

(۵۰) تفصیل کے لئے دیکھئے:

کتانی، عہد نبوی کا اسلامی تمدن، ص: ۱۹۷ - ۱۹۸۔ تلمسانی، ابوحسن علی بن محمد خزاعی کتاب تخریج الدلالات السماعیة، ص: ۵۴۱ - ۵۶۵، وزارة الأوقافجمهورية مصرية، ۱۹۸۱ء۔ (۵۱) شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی ۱، ۲: ۴۸، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۴ء۔

(۵۱) شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبی ۱، ۲: ۴۸، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۴ء۔

(۵۲) تفصیل کے لئے دیکھئے: صدیقی، محمد یٰسین مظہر، ڈاکٹر، نقوش، رسول نمبر، ۱۲: ۴۲ - ۴۶، ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۸۵ء۔